خطبہء جمعہ

بعنوان غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون (یو اے پی اے)

UNLAWFUL ACTIVITIES (PREVENTION) ACT(UAPA)

ہندستانی جیلوں میں دہشت گردی کے الزام میں قید مسلم نوجوان کو UAPA کے دفعات کے تحت گرفتار کر رکھا گیا ہے، جس میں 190 دنوں تک ضمانت بھی نہیں دیجاتی۔ اس غیر قانونی ظالمانہ قانون کو منسوخ کرنے سرکار پر عوام کا دباؤ ڈالنا بیحد ضروری ہے۔ اسی مقصد کے پیش نظر ملک کی عوام خصوصا مسلمانوں کو واقفیت کیلیئے آل انڈیا اماموں کونسل کی جانب سے جمعہ کے خطاب کے طور پر یہ تفصیلات پیش ہیں۔

UAPA ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ عوام کی حفاظت کے لیے قوانین کی ضرورت ہے۔

تعزیری قانون کے بنیادی اصول یہ ہیں کہ ایک بھی بے گناہ کو سزا نہیں ملنی چاہیے۔ عوام کے جان اور اعضا کی حفاظت کرنا سرکار کی ذمہ داری ہے۔

دہشت گردی کے خلاف لڑائی فطری انصاف کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے لڑی جانی چاہیے۔

ہنگامی حالت میں بھی مناسب طریقہ کار اور شفاف مقدمے چلائے جانے چاہیے۔

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی قرارداد نمبر 1456 واضح طور پر کہتی ہے کہ دہشت گردی کے خلاف اٹھائے جانے والے تمام اقدامات انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے بنائے گئے بین الاقوامی قوانین کی ذمہ داریوں کو مدنظر رکھ کر اٹھائے جانے چاہیے۔

۱۶/دسمبر ۲۰۰۸ء کو حکومت ہند نے لوک سبھا میں UAPA غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون ترمیمی بل پیش کیا جس کا واضح مقصد دہشت گردی کا مقابلہ کرنا تھا۔ یہ بل اگلے ہی دن بغیر کسی بحث یا تفصیل جائزے کے منظور کر لی گئی۔ نامناسب جلد بازی دکھاتے ہوئے پارلیمنٹ نے نیشنل انویسٹیگیشن ایجنسی ایکٹ بھی منظور کر لیا۔ ان دونوں بلوں میں سے کوئی بھی عوامی بحث کے لیے نہیں پیش کی گئی اور دونوں بغیر مناسب جانچ پڑتال کے منظور کر لی گئیں۔

اس بل کو منظور کرنے کے لیے حکومت ممبئی دہشت گردانہ حملوں سے پیدا ہونے والے بے بنیاد خوف کا استعمال کر رہی تھی جو حملہ ابھی تین ہفتہ پہلے ہی ہوا تھا۔

سابقہ ظالمانہ قوانین: ٹاڈا اور پوٹا کی بدلی ہوئی بدترین شکل UAPA

UAPA یعنی ''غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون'' اور ''نیشنل انویسٹیگیشن ایجنسی ایکٹ'' یہ دونوں قانون بدقستی سے سابقہ دہشت گردی مخالف قوانین ٹاڈا اور پوٹا کا عکس ہیں۔ جو ملک کے دستور اور مختلف بین الاقوامی معاہدوں کے تحت ہمارے فرائض کے منافی ہونے کی وجہ سے سخت تنقید کا نشانہ بنے تھے۔

ٹاڈا اور پوٹا جیسے سخت قوانین سرکار نے اس ظاہری مقصد سے بنائے تھے کہ اس سے دہشت گردی اور انتہا پسندی پر روک لگے گی۔

لیکن جب قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں نے ان قوانین کو نافذ کرنا شروع کیا تو یہ غلط استعمال اور انتہائی تعصب کی مثال بن گئے۔

تفتیشی ایجنسیوں کے تعصب، بدعنوانی، فرقہ پرستی، نسل پرستی، اور کٹر مذہبی رجحانات نے بغیر ضمانت یا وقت پر مقدمہ چلائے بغیر بے گناہ نوجوانوں کو جیل میں ڈالنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔

انھوں نے سنگین انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کرنے میں پولیس کی مدد کی جس میں من مانا گرفتاریاں، تاذیب، غیر عدالتی قتل، اور غائب ہونے کے لیے مجبور کرنا شامل تھا۔ ٹاڈا کے خلاف وسیع پیمانے پر مظاہروں کا نتیجہ بالآخر ۱۹۹۵ء میں ٹاڈا کی میعاد کے خاتمہ پر ہوا۔

یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ ٹاڈا کے شکار لوگوں کی بڑی تعداد کا تعلق اقلیتوں خاص طور سے مسلمانوں سے ہے۔ ٹاڈا کے تحت گرفتار ہونے والوں کی تعداد گجرات میں سب سے زیادہ ۱۸۶۸۶ تھی۔ اس کے بعد سب سے زیادہ پنجاب میں ۱۹۸۴ء سے کل ۱۵۳۱۴ گرفتار ہوئے تھے۔ ان سب کا تعلق اقلیتی فرقہ سے تھا۔ پنجاب میں زیادہ تر گرفتار ہونے والے سکھ تھے۔ اسی دور میں جموں اور کشمیر میں ۱۵۲۲۵ مسلمان اور آسام میں ۱۲۷۱۵ مسلمان گرفتار ہوئے تھے۔

اس قانون کے تحت گرفتار افراد کی کل تعداد ۷۷۵۰۰ تھی لیکن جرم ثابت ہونے کی شرح ۰.۸۱ فیصد تھی۔ مطلب ایک فیصد سے بھی کم ملزمین پر بھی جرم ثابت کرنے میں تفتیشی ایجنسیاں ناکام رہیں۔

ٹاڈا پر نظر ثانی کرنے والی کمیٹیوں نے پایا کہ زیادہ تر معاملوں میں ٹاڈا کا غلط استعمال کیا گیا تھا۔

پوٹا قانون کوامریکہ میں ہوئے 11 ستمبر کے حملوں کے بعد ۲۰۰۲ میں پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں منظور کیا گیا۔
اس طرح کا قانون بنانے میں دسمبر ۲۰۰۱ء کے پارلیمنٹ پر حملے نے بھی معاون کا کردار ادا کیا۔امید تھی کہ یہ ٹاڈا سے بہتر شکل میں ہوگا۔
پوٹاPOTA دائیں بازو کی پارٹیوں اورفرقہ پرست بی جے پی کے ہاتھوں نے اقلیتوں،غریبوں اور محروم طبقات کوخوف زدہ کرنے اوران کو بدنام کرنے کے لیے بڑا ہتھیار ثابت ہوا۔ پوٹا نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ بعض مسلم تنظیموں اور بائیں بازو کی تنظیموں پر پابندی عائد کی گئی۔
پوٹا، ٹاڈا سے زیادہ ظالمانہ تھا اس میں غیر واضح تعریفیں کی گئیں تھیں اور سلامتی دستوں اور خصوصی عدالتوں کو غیر معمولی اختیارات دیے گئے تھے۔
کوئی شخص کسی مجرمانہ حرکت کا ذمہ دار صرف اس بنیاد پر قرار دیا جاسکتا تھا کہ وہ مشتبہ دہشت گردوں کے رابطہ میں تھا، یا ان سے جڑا ہوا تھا۔یا مختلف سیاسی نظریہ کا اظہار کرتا تھا۔حکومت بغیر کسی قابل فہم ثبوت کے کسی بھی تنظیم کو دہشت گرد قرار دے سکتی تھی۔عملاً حکومت خود ہی منصف،عدلیہ، استغاثہ سب کچھ بن گئی۔خصوصی عدالتیں کیمرہ میں سماعت کرسکتی تھیں اورعوام کو دستاویزات حاصل کرنے کی اجازت نہیں تھی۔
ان دونوں قوانین کے تحت عدالتی نظام بھی حقوق کی خلاف ورزی کو روکنے میں ناکام رہا۔عدالتیں آنکھ بند کرکے پولیس کی کہانی پر بھروسہ کرتی تھیں اورملزم پر ٹاڈا کے تحت مقدمہ چلاتی تھیں اگرچہ ایف آئی آر میں اس قانون کے تحت جرم کے عناصر موجود نہ ہوں۔
عدالتیں ملزم یا اس کے وکیل کی عدم موجودگی میں بھی سماعت کرسکتی تھیں۔ پوٹا کے خلاف اس قدر عوامی غصہ تھا کہ کانگریس پارٹی نے جو حزب اختلاف میں تھی اس کو منسوخ کرنے کا وعدہ کیا اوراس وعدے کو انتخابات کے بعد پورا کیا۔لیکن بے گناہ نوجوان جیل میں پڑے رہے اورسالوں تک مقدمے چلتے رہے اور بالآخر بغیر کسی معاوضے کے اعلان کے، بری کردیے گیے۔

پچھلے دروازے سے از سرنو داخلہ

جب یو پی اے سرکار موجودہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون میں ترمیمات پیش کررہی تھی تو وہ ایک طرح سے چالاکی سے پوٹا میں دستیاب سلامتی ایجنسیوں کے من مانے اختیارات کو دوبارہ داخل کررہی تھی۔دراصل غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون میں کی جانے والی ترمیمات پولیس کو بیش ترین ممکن حد تک اس کی شقوں کا غلط استعمال کرنے کا کافی اختیار دے رہی تھیں۔
۱- عام طور سے کسی واقعہ میں کیس ڈائری تفتیشی افسر تیار کرتا ہے۔کیس ڈائری پر نظر ڈالنے کے بعد اگر جج محسوس کرتا ہے کہ ملزم کے خلاف پہلی نظر میں شہادت موجود ہے تو ضمانت نہیں دی جاتی۔زیادہ تر معاملوں میں اس کا مطلب ملزم کو طویل مدت کی جیل ہوتا ہے۔عدالتی مقدمے سے پہلے میڈیا کا مقدمہ یہ یقینی بناتا ہے کہ ملزم کو دہشت گرد کی حیثیت سے ہمیشہ کے لیے داغ ڈھونا ہے اگرچہ اسے بے گناہ ثابت کردیا جائے اور رہا کردیا جائے۔
یہ شق دستور کی دفعہ ۲۱ کی واضح خلاف ورزی ہے، جو ایک شہری کی جان اور آزادی کی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے کہ پولیس بغیر کسی تعصب یا امتیاز کے کام کرے گی۔خاص طور سے اس وقت جب وہ مسلمانوں آدیواسیوں اور دلتوں کے معاملے کی تفتیش کرنا ہوتی ہے۔
۲- ان ترمیمات نے تنظیموں پر پابندی لگانے اوران کے ارکان پر مقدمے چلانے کے مرکزی حکومت کے اختیارات کو وسیع کردیا۔ ماضی میں غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون حکومت کو کسی گروہ کو دہشت گرد تنظیم، دہشت گرد گروہ اور غیر قانونی اجتماعیت کہہ کر پابند کرنے کا اختیار دیتا تھا۔ان ترمیمات نے تنظیم سے متعلق اور دہشت گرد تنظیم یا گروہ کی رکنیت کی مجرمانہ سرگرمیوں کی تعداد کو بڑھادیا۔
۳- دہشت گردی، غیر قانونی تنظیم وغیرہ کی تعریف بہت غیر واضح ہے۔اس قانون کے تحت غیر قانونی سرگرمی کوئی بھی ایسا عمل ہوسکتا ہے، جس میں تقریر اور ایسی گفتگو شامل ہے جو علیحدگی کے کسی دعویٰ کی حمایت میں ہو یا جو وسیع تناظر میں ہندوستان کے اقتدار اعلیٰ اور علاقائی یک جہتی کے دعویٰ کو رد کرتی ہو، اس پر سوال کھڑا کرتی ہو یا تخریب کاری کرتی ہو یا اسے برباد کرنے کی اس میں نیت شامل ہو۔
اس سرگرمی میں کوئی بھی ایسا عمل شامل ہے جو ہندوستان کے خلاف نفرت پیدا کرتا ہو یا اس میں نفرت پیدا کرنے کی نیت شامل ہو۔کوئی تنظیم غیر قانونی قرار دی جاسکتی ہے اگر اس کے مقاصد اس طرح کے ہوں؛ جیسے غیر قانونی سرگرمی یا کسی غیر قانونی سرگرمی کو بڑھاوا دے۔یا اس کی حوصلہ افزائی کرے۔
سرکاری حکام اس طرح کی انتہائی وسیع تعریفوں کا استعمال ان تنظیموں کو اور سیاسی، نسلی علاقائی یا دیگر تحریکوں کو بدنام کرنے کے لیے کرتے ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتے۔غیر واضح تعریفیں اوران کے ساتھ ساتھ سخت جرمانے اور گرفتار کرنے اور تفتیش کرنے کے من مانے اختیارات سیاسی مخالفین کو پریشان کرنے کے لیے یا حاشیہ پر ڈالے گئے مذہبی اور نسلی آبادیوں کے خلاف ظالمانہ اقدامات کا اختیار دینے کے لیے کیے جاتے ہیں۔
ایسے جملے جیسے ''ہندوستان کے اتحاد، یک جہتی، سلامتی یا اقتدار اعلیٰ کے خطرے کا احتمال یا دہشت گردی کی سرگرمی انجام دینے کی نیت کا احتمال یا عوام میں کسی بھی ذریعے سے کسی بھی قسم کی دہشت پھیلا سکتا ہے یا پھیلانے کا احتمال ہے'' یا اس کی وجہ سے لوگ مجروح ہوسکتے ہیں یا ہلاک ہوسکتے ہیں یا املاک کو

نقصان ہوسکتا ہے، افراد اور گروہوں کو مجرم ثابت کرنے کے لیے استعمال کیے جاسکتے ہیں۔

۴- وزارت داخلہ کسی بھی گروہ کو ''دہشت گرد تنظیم''، ''دہشت گرد گینگ'' یا ''غیر قانونی اجتماعیت'' فوری طور پر قرار دے سکتی ہے۔ جب ایک گروہ کو ''غیر قانونی اجتماعیت'' قرار دے دیا جاتا ہے تو حکومت کو اس اعلان کو صحیح ثابت کرنے کے لیے چھ مہینے کا وقت مل جاتا ہے۔ اور خود مرکزی حکومت ایک خصوصی ٹریبونل ایک ہائی کورٹ جج پر مشتمل مقرر کرتی ہے۔ جسے مرکزی حکومت خود نامزد کرتی ہے۔ حکومت کو کسی تنظیم کو غیر قانونی قرار دینے کے لیے کافی وجہ پیش کرنی ہوتی ہے، لیکن وہ کسی بھی ثبوت کو پابند اجتماعیت کے سامنے کھولنے سے اس بنیاد پر منع کرسکتی ہے کہ عوامی مفاد میں اس کا راز نہ کھولنا ہی بہتر ہے۔

۵- لیکن جن تنظیموں کو دہشت گرد تنظیم یا گینگ قرار دے دیا جاتا ہے ان کو نظر ثانی کے محدود حقوق بھی حاصل نہیں ہوتے۔

جب کوئی گروہ دہشت گرد تنظیم یا گینگ قرار دے دیا جاتا ہے تو وہ ایک نظر ثانی کمیٹی کے سامنے اس اعلان کو مسترد کرانے کے لیے عرضی دے سکتا ہے، جس کی قیادت ہائی کورٹ کے موجودہ جج یا ریٹائرڈ جج کرتے ہیں۔ لیکن وہ اپنی عرضی کی حمایت میں کوئی نئی شہادت یا نیا گواہ نہیں پیش کرسکتا۔

۶- غیر قانونی اجتماعیت یا دہشت گرد تنظیم یا گینگ قرار دیے جانے والے کسی گروہ کی رکنیت حاصل کرنا ایک قابل تعزیر جرم ہے جس کی سزا دو سال کی قید ہے۔ کسی دہشت گرد تنظیم یا گینگ جو دہشت گرد سرگرمیوں میں ملوث ہو اس کی رکنیت حاصل کرنے کی سزا تا حیات جیل تک ہے۔ خواہ وہ رکن کسی دہشت گرد سرگرمی میں ملوث نہ ہو۔ کیونکہ کسی تنظیم پر پابندی فوراً نافذ ہو جاتی ہے اس لیے کسی بھی شخص کو اس کا اعلان ہونے کے فوراً بعد گرفتار کیا جاسکتا ہے اور اس پر الزامات عائد کیے جاسکتے ہیں۔ اسی شق کی وجہ سے سیمی کارکن، ماؤوادی یا نکسل وادی کی حیثیت سے جیل میں ڈال دیے جاتے ہیں۔

۷- ملک نے غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت ان شقوں کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال کیے جانے کا مشاہدہ کیا۔ بڑی تعداد میں کارکنان اور بے گناہ نوجوان ایسے واقعات سے جوڑ کر جیل میں ڈالے گئے جس میں ایک بھی ہلاکت نہیں ہوئی تھی۔

ڈاکٹر بنائک سین، عبدالناصر مدنی، اور کیرلہ کے واگامن اور پنئی کولم سازش کے معاملوں میں جن کو ملزمین بنایا گیا، کرناٹک کا ہبلی سازش معاملہ، مدھیہ پردیش میں اندور سازش معاملہ وغیرہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت اختیارات کے غلط استعمال اور حقوق کی خلاف ورزی کی مثالیں ہیں۔

پولیس نے اعظم گڑھ دربھنگہ اور بنگلور سے نوجوانوں کو اٹھایا اور سخت ذہنی اور جسمانی اذیت دینے کے بعد جیلوں میں ڈال دیا۔ جیل میں روز آنہ ان کی تذلیل کی جاتی ہے یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ پونہ جیل میں قتیل صدیقی کے ساتھ ہوا۔ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے شکار ہونے والے لوگوں کے نام کوبارڈ گاندھی، سونی سوری، سیما آزاد، عمران کرمانی، غلام رسول، اینجیلا سونٹیکے، ضیاء الرحمٰن وغیرہ ہیں۔ یہ چند نام مثال کے لیے ہیں۔

۸- کسی گروہ کو غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت پابند کرنے کے لیے سرکار کو حاصل وسیع اختیارات پولیس کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ کسی تشدد کے واقعہ کے بعد عام مشتبہ لوگوں کو تھانوں میں بلائیں اور افراد کو بغیر مقدمہ چلائے طویل عرصہ کے لیے حراست میں رکھیں۔ کسی گروہ کو کبھی بھی غیر قانونی یا دہشت گرد قرار دینے اور اس گروہ کی رکنیت کو جرم قرار دینے کا اختیار بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی کرنے کا کافی امکان رکھتا ہے۔

یہ اختیار خلاف ورزی کرنے کی دہشت گردی مخالف حکمت عملی اور امتیازی سلوک روا رکھنے کے لیے بھی استعمال ہوسکتا ہے۔ جیسے کسی مذہبی گروہ یا کسی مخصوص ذات کے افراد کو کثیر تعداد میں گرفتار کرنے کا اختیار۔

۹- یہ ترمیمات سلامتی دستوں کو ایسی تلاشیوں اور گرفتاریوں کی اجازت دیتی ہیں جو دیگر صورتوں میں ہندستانی قانون کے تحت غیر قانونی ہوں گی۔

یہ ترمیمات کسی با اختیار افسر کو کسی بھی شخص یا املاک کی تلاشی لینے، اور کسی بھی ملکیت کو ضبط کرنے یا کسی بھی شخص کو گرفتار کرنے کا اختیار دیتی ہیں، جہاں ان کے پاس یہ یقین کرنے کے لیے ان کے ذاتی علم یا کسی شخص کی اطلاع سے وجہ موجود ہو یا وہ یہ سمجھے کہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت کوئی جرم کیا گیا ہے۔

غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت کام کرنے والے افسر کسی تیسرے فریق کو مجبور کر کے بغیر عدالتی حکم یا عدالتی وارنٹ کے معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔ اس طرح کوئی پولیس سپرنٹنڈنٹ کسی افسر کو کسی سرکاری ایجنسی، کسی کارپوریشن یا کسی ادارے یا کسی تنظیم یا کسی شخص کو مجبور کر کے معلومات حاصل کرنے کا اختیار دے سکتا ہے، جب کہ تفتیشی افسر کے پاس یہ یقین کرنے کے لیے وجہ موجود ہو کہ ایسی اطلاع تفتیش کے لیے فائدہ مند ہوگی یا اس کے لیے اس کی معنویت ہوگی۔ اس افسر کا حکم نہ ماننا ایک قابل تعزیر عمل ہوگا۔ عام قاعدے کے مطابق تعزیرات ہند کے مطابق گرفتاری کے لیے پولیس افسر کے پاس معقول شبہ، اور تلاشی کے لیے معقول وجہ ہونا ضروری ہے۔ اسکے برخلاف غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون اس طرح کی کاروائی کی اجازت دیتا ہے جس کی بنیاد انتہائی کم سطح کا یقین ہوتا ہے۔ جیسے ''یقین کرنے کی وجہ'' وغیرہ۔ متعلقہ افسر کا ذاتی علم بھی کاروائی کے لیے کافی ہے۔ اس سے غیر واضح اور غیر معین بنیاد پر اس بات کا جوکھم بڑھ جاتا ہے کہ کسی فرد کے خلوت کے حق کی خلاف ورزی ہوگی اور وہ آزادی سے محروم ہو جائے گا۔

۱۰- بین الاقوامی قانون تنظیم بنانے کے حق کی گارنٹی دیتا ہے اور اس حق پر کوئی پابندی لگانے کے لیے ضروری ہے کہ وہ جمہوری طریقے سے لگائی

جائے۔اس پابندی کی ضرورت، قومی سلامتی، عوامی نظم ونسق یا دوسروں کے حقوق کی حفاظت کے لیے ہوسکتی ہے۔لیکن یہ پابندی کم سے کم درجہ میں ہونی چاہیے۔تنظیم بنانے کی آزادی پر پابندی عائد کرنے میں مذہب، نسل، سیاسی فکر، یا دیگر تجویز شدہ حالت کی بنیاد پر امتیاز نہیں ہوسکتا۔

۱۱- UAPA غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کی دفعہ ۴۳ ڈی (۲)(ب) کے مطابق الزام عائد کرنے سے پہلے کی حراست کی میعاد ۱۸۰ دن تک بڑھائی جاسکتی ہے اگر ۹۰ دنوں کے بعد سرکاری وکیل یہ وجہ بتاتا ہے کہ تفتیش کے لیے مزید وقت کی ضرورت ہے۔اس سلسلے میں جج کے لیے صرف یہ دیکھنا ضروری ہے کہ تفتیش کا عمل آگے بڑھا ہے کہ نہیں۔اس کو الزام عائد کرنے سے پہلے حراست کی میعاد بڑھانے کے لیے کسی شہادت کے منعقد ہونے یا نہ ہونے پر غور کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔یہ حق حیرت انگیز حد تک پوٹا قانون کی دفعہ ۴۹(۲)(ب) کی طرح ہے۔ان دونوں قوانین کے درمیان ایک اور یکسانیت یہ ہے کہ مشتبہ دہشت گردوں کی پولیس حراست ۳۰ دنوں تک بڑھائی جاسکتی ہے۔اس سے ایجنسیوں کو اس قانون کے شکار فرد کو اپنی حراست میں رکھ کر خوفزدہ کرنے کا کافی موقع مل جاتا ہے۔

۱۲- UAPA غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت مخصوص معاملوں کی مقرر مدت پر نظر ثانی کا کوئی میکنزم نہیں ہے۔بہت سے ممالک میں نظر ثانی کا بہت مضبوط میکنزم ہے۔برطانیہ میں نظر ثانی کی رپورٹ کو پارلیمنٹ میں پیش کرنا ضروری ہوتا ہے۔اگر ہندوستان میں ایسا میکنزم اختیار کیا جائے تو کافی حد تک قانون کے غلط استعمال کو روکا جاسکتا ہے۔قانون میں ایک مدت کے تعین کی شق ہونی چاہیے کہ کوئی بھی معاملہ تین سال سے زیادہ مدت تک فیصلہ ہونے سے نہ رہ جائے۔

جیل کی سزا دینا ہی قاعدہ ہے

پوٹا کی طرح UAPA غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون بھی یہ اختیار دیتا ہے کہ عدالت کسی ملزم کو ضمانت دینے سے انکار کرسکتی ہے۔اگر، اب تک موجود شہادتوں کی بنیاد پر وہ محسوس کرے کہ پہلی نظر میں الزامات صحیح ہیں۔اس کے علاوہ اس قانون کی دفعہ ۴۳ ڈی (۵) کہتی ہے کہ ملزم اس وقت تک ضمانت پر رہا نہیں کیا جائے گا یا مچلکہ پر نہیں چھوڑا جائے گا جب تک اس کی ضمانت کی عرضی پر سرکاری وکیل کو سماعت کا موقع نہیں دیا جاتا۔

کسی شخص کو بے گناہ تصور کرنے کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ کسی جرم کا ملزم ہر شخص بے گناہ مانا جائے گا اور استغاثہ کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ کسی معقول شبہ کے بغیر جرم کے عناصر کو ثابت کرے۔بہر حال غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کے تحت اس اصول کا فائدہ ملزم کو نہیں دیا جاتا۔یہ شق حیرت انگیز طور پر پوٹا کی دفعات جیسی ہیں۔غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون میں ایک اور شق ۲۰۰۸ء کی ترمیم میں یہ لائی گئی کہ دفعہ ۵۱ اے کی بنیاد پر مرکزی حکومت کو کسی ایسے فرد، جس پر دہشت گردی میں ملوث ہونے کا شبہ ہو اس کے اقتصادی وسائل یا معاشی ذرائع اور فنڈ کو منجمد کرسکتی ہے یا ضبط کرسکتی ہے، یا اس کے استعمال سے اسے روک سکتی ہے۔اس شق سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تفتیشی افسر کو بہت زیادہ اختیارات تفویض کیے گئے ہیں۔

کسی فرد یا تنظیم کے املاک کو دہشت گردی سے رابطہ ہونے کا الزام لگا کر سرکار منجمد، ضبط، یا اپنے قبضے میں لے سکتی ہے۔

خلاصہ

☆ یہ قانون حکومت کے ذریعے کسی تنظیم پر محدود عدالتی نظر ثانی کے ساتھ پابندی عائد کرنے کے موجودہ اختیارات کو مزید مضبوط کرتا ہے۔اور محض تنظیم کی رکنیت کو ہی جرم قرار دیتا ہے۔یہ بہت خطرناک شق ہے جو تنظیم بنانے کے اس حق کی آزادی کی جڑ کاٹ دیتا ہے جس کی یقین دھانی دستور ہند کی بنیادی حقوق کے تحت کرائی گئی ہے۔

☆ دہشت گردی کی غیر واضح اور وسیع تعریف میں عدم تشدد والی سرگرمیوں کی بہت سی قسموں کو شامل کیا جاسکتا ہے۔جس میں اقلیتی آبادی اور سول سوسائٹی کے لوگوں کے ذریعے سیاسی مظاہرہ بھی شامل ہیں۔

☆ یہ بغیر وارنٹ کے تلاشی لینے، برآمد کرنے اور گرفتار کرنے کا اختیار وسیع طور پر دیتا ہے۔اور حفاظتی ذرائع کو کم کرتا ہے۔یہ عدالتی حکم کے بغیر تیسرے فریق کو معلومات فراہم کرنے کے لیے مجبور کرنے کی بھی اجازت دیتا ہے۔

☆ یہ قانون الزام عائد کیے بغیر ۱۸۰ دنوں تک حراست میں رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔اور اس میں ۳۰ دن کی پولیس حراست بھی شامل ہے۔تاکہ ضمانت کے خلاف مضبوط بنیاد گڑھی جاسکے۔

☆ یہ کیمرہ میں سماعت کرنے کے وسیع حق کے ساتھ خصوصی عدالتیں قائم کرنے کا اختیار دیتا ہے۔اور خفیہ گواہوں کے استعمال کی بھی اجازت دیتا ہے۔

☆ اس قانون میں ایسی شقیں موجود نہیں ہیں جن سے اس قانون پر وقتاً فوقتاً نظر ثانی ضروری ہو۔اور اس کے غلط استعمال سے عوام کو بچایا جاسکے۔

☆ ثبوت فراہم کرنے کی ذمہ داری استغاثہ پر نہیں ڈالی گئی ہے بلکہ ملزم پر ڈالی گئی ہے۔

اگرچہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون یہ دعویٰ کرتا ہے کہ شہریوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے اس میں شقیں موجود ہیں لیکن حقیقت میں یہ سیاسی داداؤں اور پولیس کے ہاتھ میں ظلم کا ایک ہتھیار ہے۔ ہمارے پاس اس بات کے لیے کافی شواہد موجود ہیں کہ صوبائی سرکاروں نے اس قانون کی شقوں کا استعمال مقامی حملوں کے معاملوں میں بھی کیا ہے۔ مثال کے طور پر کیرل میں صوبائی حکومت نے اس قانون کی سخت شقوں کا استعمال ایسے مسلم نوجوانوں کی ضمانت روکنے کے لیے کیا جو مبینہ طور پر حملے یا اسلحہ رکھنے کے معاملے میں ملوث تھے۔ لیکن جب سیاسی جماعتوں کے ارکان، فرقہ پرست فسطائی تنظیموں نے اس سے زیادہ سنگین جرائم کیے تو غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون کی سخت دفعات ان پر نہیں لگائی گئیں۔ چھتیس گڑھ اور مغربی بنگال میں اس قانون کا استعمال ان غریب قبائل کو گرفتار کرنے کے لیے کیا گیا جنھوں نے کان کن کمپنیوں کے ذریعے ان کی قیمتی کھیتی کی زمینوں پر قبضہ کرنے سے روکنے کی کوشش کی۔ ہندوستان کے کئی صوبوں میں گھنے کہرے کی طرح قبائل اقلیتوں اور دیگر کمزور طبقات کے لوگوں کو خوف نے اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔

غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون ہمارے قانونی نظام پر نہ مٹ سکنے والا داغ ہے۔ انصاف کے تمام اصولوں کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے منسوخ کر دیا جائے۔ کم سے کم کسی حکم نامے یا کسی بل کے ذریعے اس قانون میں ترمیم کر کے ٹاڈا اور پوٹا کی جو دفعات اس میں ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۸ء اور ۲۰۱۲ء میں جوڑی گئیں انہیں فوراً رد کیا جانا چاہیے۔ لیکن بدقسمتی سے حکومت اور زیادہ تر سیاسی جماعتیں انسانی حقوق کی اس خلاف ورزی کو ختم کرنے کے معاملے میں آمادہ نہیں دکھائی دیتی ہیں۔

UAPA کو منسوخ کرنا کیوں ضروری ہے؟

اس ناانصافی کے خلاف مہم اور مظاہروں کے باوجود اب بھی دہشت گردی کے الزامات کے تحت بے گناہوں کو غلط طریقے سے طویل حراست میں رکھا جا رہا ہے۔ پورے ملک کے مختلف حصوں میں ان زیر حراست قیدیوں کی غیر قانونی گرفتاری اور اس کے بعد حراست کی بنیادی وجہ غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون یو اے پی اے ہے۔ ۱۹۶۷ء کے اصل قانون میں تین مرتبہ ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۸ء اور ۲۰۱۲ء میں ترمیمیں کی گئیں۔ ان ترمیموں کے ذریعے اصل قانون میں نئی شقیں جوڑنے کی وجہ سے یہ اب گذشتہ خصوصی قوانی ٹاڈا اور پوٹا سے زیادہ غیر انسانی ہو گیا ہے۔

اس لیے یہ واضح ہے کہ جب تک UAPA غیر قانونی سرگرمیاں امتناعی قانون واپس نہیں لے لیا جاتا جیلوں میں بند بے گناہوں کا نہ ختم ہونے والا درد جاری رہے گا۔

ماضی میں ٹاڈا اور پوٹا جیسے دہشت گردی مخالف قوانین کی میعادیں گزشتہ حکومتوں کے ذریعے ختم ہونے دی گئیں کیونکہ حکومتوں پر سماجی اور انسانی حقوق کے کارکنان اور عوامی تحریکوں کا اس کے لیے دباؤ پڑا تھا۔ عام انتخابات کے موقع پر ٹاڈا اور پوٹا کو واپس لینے کا وعدہ کرنے کے لیے سرکار مجبور ہوئی۔ لیکن بدقسمتی سے سماجی کارکنان اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی یاد دہانیوں پر بھی دھیان نہیں دیا گیا۔ جب کہ انہوں نے یو اے پی اے کی ترمیمات میں جو خطرے موجود تھے ان کو اسی طرح یاد دلایا تھا جس طرح گذشتہ دہشت گردی مخالف قوانین کے سلسلے میں یاد دلایا تھا۔

مضمون نگار:۔ ایڈوکیٹ کے پی محمد شریف ہیں جو نیشنل کنفڈریشن آف ہیومن رائٹس آرگنائزیشنس کے نائب صدر ہیں